۲۷؍ جون ۱۹۱۳ء

# خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی (النحل:۹۱) پر پڑھا۔ فرمایا عدل ایک صفت ہے اور بہت بڑی عجیب صفت ہے۔ عدل ہر شخص کو پیارا لگتا ہے اور بہت پیارا لگتا ہے۔ عادل ہر ایک شخص کو پسند ہے اور بہت پسند ہے۔ کان رس کے طور پر بھی عدل کا لفظ پیارا ہے۔ اپنی ذات کے متعلق بھی جب آدمی کو ضرورت پڑے اسے عدل بہت پیارا لگتا ہے۔ مگر نہایت تعجب ہے باوجود اس کے کہ عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پڑے تو انسان عدل بھول جاتا ہے۔

عجائبات جو میں نے دنیا میں دیکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ کو بھی مانتے ہیں اور پھر پتھر کے بت' پانی کے دریا' پیپل اور بڑ کے درخت' جانوروں میں سانپ اور گائے کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان ذات کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو کیوں اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح عدل کے معاملہ میں بھی کئی سو تعجب دنیا میں مجھے ہوا ہے۔ ایک تعجب ہے کہ انسان عدل کو اپنے لئے' اپنے دوستوں کے لئے' اپنے خویش و اقارب کے لئے بہت پسند کرتا ہے مگر جب دوسرے کے

ساتھ معاملہ پیش آئے پھر عدل کوئی نہیں۔ کسی کا بھائی باوا یا بہن یا ماں یا بیٹی مقدمے میں گرفتار ہو جائے تو وہ کہتا ہے اس سے بڑھ کر میرا کون ہے۔ ان کے چھڑانے کی کوشش میں اگر میری جان بھی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اس وقت بعض لوگ جھوٹی گواہی' جعلسازی' رشوت دینے تک تیار ہو جاتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر یہ کام کرتے ہیں۔ مگر سوچو جس نے ایسا کیا اس نے عدل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ہمارا رحمٰن' ہمارا رحیم' ہمارا مالک' ہمارا رازق' ہمارا ستارالعیوب ہے۔ اس کی صفات کو چھوڑ کر کہتا ہے کہ بس جو کچھ ہے میرا ہی بیٹا ہے یا یہ بیوی ہے یا ماں ہے۔ دیکھو وہی عدل جو بڑا پسند تھا اس وقت بھلا دیا۔

یہاں دو لڑکوں میں ایک گیند کا مقدمہ ہوا۔ دونوں مجھے عزیز تھے۔ اب میں حیران ہوا کہ کس کو دلاؤں؟ میرے پاس پیسے ہوتے تو میں مدعی کو گیند لے دیتا مگر قدرت کے عجائبات ہیں کہ بعض اوقات نہیں ہوتے۔ ایک نے گواہی دی کہ یہ گیند اس لڑکے کا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک شخص نے میرے سامنے امرتسر کے اسٹیشن سے خریدا تھا۔ میں نے کہا سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟ تب میں نے گیند دوسرے لڑکے کو دلایا۔ تھوڑے دن گزرے تو گواہی دینے والا اس لڑکے کے ساتھ غالباً لڑ پڑا تو یہ راز ظاہر ہوا کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ دیکھو اس نے عدل نہ کیا اور ظاہرداری کے لیے خدا کو ناراض کر دیا۔ میں نے اس لڑکے کو دیکھا ہے۔ بڑا خوبصورت تھا۔ جان نکل گئی۔ بس یہ انجام ہوتا ہے۔ یاد رکھو ہر بدی کا انجام برا ہوتا ہے۔ جناب الٰہی کا حکم مان لو۔ فرماتے ہیں۔ عدل کرو۔ ہم تمہارے خالق' ہم تمہارے مالک' رحمٰن' رحیم' تمہارے ستار' تمہارے غفار' ہماری بات ماننے میں مضائقہ اور اپنے کسی پیارے کی بات ہو تو جان تک حاضر۔ یہ عدل نہیں۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ ہر افسر اپنے ماتحت سے چاہتا ہے کہ جان توڑ کر خدمت کرے۔ میں جو تنخواہ دیتا ہوں تو یہ روپیہ ضائع نہ کرے۔ لیکن آپ جس کا نوکر ہے اس کی نوکری میں اگر جان توڑ کر محنت نہیں کرتا تو یہ عدل نہیں۔

اس وقت ایک بات یاد آگئی۔ کسی امیر کی چوری ہو گئی اور اس چوری کے برآمد کرانے والے کے لئے بڑا انعام مشتہر ہوا۔ افسر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو بلایا اور کہا۔ لو بھئی اب تو عزت کا معاملہ ہے۔ ایک میرا رشتہ دار بھی اس کے ماتحت تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ایسی شدید محنت کی کہ مال برآمد کرالیا۔ مجرموں سے اقرار بھی کروالیا۔ اس آفیسر نے سولہ روپے جیب سے نکال کر دیئے کہ لے بیٹا! تم یہ لو۔ وہ انعام تو خدا جانے کب ملے گا۔ پھر ایک مفصل رپورٹ لکھی جس میں دکھایا کہ کس طرح اس

مقدمہ کی تفتیش میں نے محنت سے کی اور بعض اوقات اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ غرض وہ ساری کارگزاری اس غریب کی اپنی کرکے دکھائی اور انعام خود ہضم کرلیا بلکہ ترقی کی درخواست دی۔ دیکھو ادھر عدل کے لئے کتنا زور دیا کہ میں نے ایسی محنت کی' مجھے ترقی ملے' وہ انعام ملے اور دوسری طرف کیسی بے انصافی کی کہ اپنے ماتحت کا حق خود ضبط کرلیا۔

رات دن میں یہ حال دیکھتا ہوں۔ ایک شخص کے گھر میں بہو آتی ہے۔ وہ اسے نہایت حقیر سمجھتا ہے مگر اپنی لڑکی کے لئے ہرگز یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اسے میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ پہریداروں کو دیکھا گرم بستر گھر میں موجود' سردی کے موسم میں سرد ہوا کی پروانہ کرکے وہ آدھی رات کو چند ٹکوں کی خاطر خبردار! خبردار! پکارتا پھرتا ہے مگر جن کو خدا نے ہزاروں روپے دیئے اور عیش و عشرت کے سامان' وہ اتنا نہیں کرسکتے کہ پچھلی رات اٹھ کر تہجد تو درکنار استغفار ہی کریں۔ یہ عدل نہیں۔

پس میرے عزیزو! تم خدا کے معاملہ میں' مخلوق کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ ایک طرف جناب الٰہی ہیں' ایک طرف محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سنو۔ آپ کا چال و چلن سنو پھر یہ کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا۔ اپنے تئیں جان جوکھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اپنے دوست کی فرمانبرداری کے برابر بھی نہ کرو تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔

بعض تاجروں کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ رستے میں چلتے ہیں اور حساب کرتے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اپنے فکر میں مست ہیں اور یہ خیال نہیں کہ جس نے یہ تمام نعمتیں دیں اس کا شکر بھی واجب ہے۔ دیکھو! اس وقت میں کھڑا ہوں اور محض خدا کے فضل سے کھڑا ہوں۔ پرسوں میری ایسی حالت تھی کہ میں سمجھا کہ میرا آخری دم ہے۔ اسی کا فضل ہوا جو مجھے صحت ہوئی۔ اسی نے مجھے عقل و فراست دی۔ اپنی کتاب کا علم دیا۔ رسولوں کی کتابوں کا فہم دیا۔ اگر یہ انعام نہ ہوتے تو جیسے اور بھنگی ہمارے شہر کے ہیں میں بھی ہو سکتا تھا۔ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں کہ عدل کرو۔ روپیہ جس آنکھ سے لائے ہو اسی سے ادا کرو۔ مزدور کو مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دو۔ خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھو۔ پھر اس سے بڑھ کر حکم دیتا ہے کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرو۔ پھر فرماتا ہے احسان میں تو پھر احسان کا خیال آجاتا ہے۔ تم دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسے اپنے بچوں کے ساتھ بدوں خیال کسی بدلے کے کرتے ہیں۔ میرا منشا تمام رکوع کا تھا مگر ضعف غالب ہے اس لئے بیٹھتا ہوں۔

# خطبہ ثانیہ

فرمایا:۔ دعا کے سوا مجھے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی جو بدیوں سے بچائے' کامیابی دکھائے۔ ابھی ایک لڑکا تھا۔ اس کو ابھی ہوش نہ تھا کہ میرے پاس لایا گیا۔ بڑے بڑے رنگوں میں اس کے ساتھ میں نے سلوک کیا۔ مجھے بڑے بڑے خیال تھے۔ خدا اسے یہاں تک پہنچاوے۔ مگر آخر اسے عیسائیوں کا گھر پسند آیا۔ دل جو ہوتے ہیں ان کا نام قلب اسی لیے رکھا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس واسطے میری عرض ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو۔ تمہارے بھلے کے لئے کہتا ہوں ورنہ میں تو تمہارے سلاموں' تمہارے مجلس میں تعظیم کے لیے اٹھنے کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ یہ خواہش کہ مجھے کچھ دو۔ اگر میں تم سے اس بات کا امیدوار ہوں تو میرے جیسا کافر کوئی نہیں۔ اس بڑھاپے تک جس نے دیا اور امید سے زیادہ دیا وہ کیا اب چند روز کے لئے مجھے تمہارا محتاج کرے گا؟ سنو! بچے کی شادی تھی۔ میری بیوی نے کہا۔ کچھ جمع ہے تو خیر' ورنہ نام نہ لو۔ میں نے کہا خدا کے گھر میں سبھی کچھ ہے۔ آخر بہت جھگڑے کے بعد اس نے کہا اچھا پھر میں سامان بناتی ہوں۔ میں نے کہا میں تمہیں بھی خدا نہیں بناتا۔ میرے مولا کی قدرت دیکھو کہ شام تک جس قدر سامان کی ضرورت تھی مہیا ہو گیا۔ یہ میں نے کیوں سنایا تا تمہیں حرص پیدا ہو اور تم بھی اپنے مولا پر بھروسہ کرو۔ پھر میری بیوی نے کہا۔ عبدالحی کا مکان الگ بنانا ہے تو اس کے لئے بھی خدا نے ہی سامان کر دیا۔ ان فضلوں کے لیے عدل کا اقتضا ہے کہ میں سارا خدا کا ہی ہو جاؤں۔ قویٰ بھی اسی کے' عزت و آبرو بھی اسی کی۔

میری پہلی شادی جہاں ہوئی وہ مفتی ہمارے شہر کے بڑے معظم و مکرم تھے۔ ایک دن میری بیوی کو کسی نے کہا۔ "چبارے دی اٹ وہنی وچہ جا لگی ایں" مگر کہنے والے نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑے فضل کئے۔ پھر ہمیں ایسے موقع پر ناطہ دیا کہ تم تعجب کرو۔ جموں کا رئیس بیمار تھا۔ اس نے بہت دوائیں کیں۔ کچھ فائدہ نہ ہوا تو فقرا کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا تو مسلمان فقرا کی طرف توجہ کی اور ان سب فقرا کو بڑا روپیہ دیا۔ ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا آفیسر تھا اس نے ذکر کیا کہ تین لاکھ تو خرچ ہو چکا۔ اب ایک فقیر سنا ہے جسے بلانے کے لئے آدمی گیا اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے مگر اس کا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا میرا کام تو دعا کرنا ہے۔ دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں۔ دونوں جگہ کا خدا ایک ہے۔ وہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات ہے۔ اگر آپ کا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اس کے افراد بد دعائیں دے رہے ہوں گے تو میں ایک دعا

کرنے والا کیا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے' سو جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا۔ اس آفیسر نے کہا کہ میں نے نہ ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے' نہ مسلمانوں میں۔ میں نے کہا سردار صاحب! ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے۔ سنو! عبدالحی کی ماں اسی بزرگ کی بیٹی ہے۔ خدا تعالیٰ میری خواہشیں تو یوں پوری کرتا ہے۔ اب میں غیر کا محتاج بنوں تو یہ عدل نہیں۔ میں نے نیکوں سے اخلاص کے ساتھ تعلق چاہا تو خدا کو بھی پسند آیا۔ ہمارے گھر میں باغ لگا دیا۔ فرط دیئے۔ عقلمند بھی دیئے۔ اس واسطے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تمہارا ہتھیار دعا ہو جائے۔ دعا بڑی نعمت ہے۔

(الفضل جلد ا نمبر ۳--- ۲؍ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵-۱۶)

☆-☆-☆-☆